Registered No L 77

تو پاک باش برادر مدار از کس باک (سعدی)

بسلسلہ نمبر اپیل ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

نمبر ۳۸ | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۸ دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء مطابق ۲۳ رجب سنہ ۱۳۱۶ھ | جلد ۲

"ٹریکٹ سیریز"

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ لطیف جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبات اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کیجاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ عہ فیصدی کے حساب سے خرید لیں تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم تعداد اسے اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ والا ایک خوشنما اور نہایت عمدہ پیرایہ میں ایک شخص مقرر کیا جاوے گا اور وہ تقسیم ہوا کریں۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کرینگے۔ اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑیگا۔ بلکہ ہم کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہماری احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کرینگے۔ مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

صحت جسمانی کے طلبگار دوا اسکو پڑھو اور ایک دفعہ شرط آزما دو!!!

[illegible] کا امتحان ضروری ہے

سچائی کا فیصلہ

[illegible] ابھی زمانہ میں موجود [illegible]

[illegible] پانچوں انگلیاں [illegible]

نوٹ

درخواست کنندہ کو لازم ہے کہ مرض کا مفصل حال بقید عمر تحریر کرے اور اپنا پتہ خوشخط لکھے اور جس اخبار سے اشتہار ملا ہو اسکا حوالہ دے۔ غربا خرچ روانگی دوا اور درخواست کیساتھ روانہ کریں۔ [illegible]

نوٹ

[illegible]

[illegible] استعمال سے [illegible] قیمت واپس [illegible] کامل ثبوت سچائی کا ہے

[illegible]

[illegible]

دوائی ہاضمہ

بدہضمی - درد شکم - قراقر - نفخ - امتلاء - کھٹے ڈکار - ضعف معدہ کو دور کرنے اور بھوک لگانے کو مفید ہے - قیمت فی ڈبیہ [illegible] غربا کو بتصدیق کسی معزز کے [illegible] خرچ روانگی [illegible] مفت

خارش کی حلمی دوائی

تین دفعہ کے لگانے سے [illegible] کلیۃً فاصل ہوتا ہے اور اسکے جادو کا اثر کو تصدیق کرنا [illegible] قیمت فی ڈبیہ [illegible] اور غربا کو بتصدیق کسی معزز کے [illegible] خرچ روانگی پر مفت

اعجاز مسیحی

[illegible]

دوائی آتشک

[illegible] دوائی اس [illegible] ایک ہفتہ میں دور کر دیتی ہے [illegible] گوشت پلاؤ [illegible] قیمت [illegible]

سرمہ سلیمانی

ایک فقیر صاحب کی ایجاد - دھند - غبار - تاریکی چشم - ضعف بصر - سرخی - پھولا - موتیا بند کو اکسیر ہے - چھ ماہ کے استعمال سے عینک چھوٹ جاتی ہے - اور آنکھ کبھی بند نہیں ہوتی قیمت فی تولہ [illegible] اطباء و دیگر [illegible] پہلی دفعہ بغرض تجربہ فی تولہ [illegible]

سفوف و مرہم آتشک

اصلاح زخم کے واسطے صرف [illegible] تین پڑیاں [illegible] زخم پہلے دن خشک - اور تین دن میں بالکل اچھے ہوتے ہیں قیمت فی پڑیہ آٹھ آنہ - غربا کو بتصدیق کسی معزز کے [illegible] خرچ روانگی پر مفت

عصائے پیری

[illegible] کو مفید - قوت باہ کے واسطے علاج لاثانی [illegible] لطف زندگانی [illegible] کی ضرورت نہیں تجربہ شاہد کافی ہے - قیمت تین روپے

دوائی وجع المفاصل

[illegible] سالہا سال کے بگڑے ہوئے اور بے کار شخص صحیح و سالم ہوئے ہیں - قیمت صرف پانچ روپیہ

تریاق سوزاک

سوزاک کیسا ہی پرانا کیوں نہ ہو تین دن میں صحت کلی ہو جاتی ہے - درد اور جلن تو پہلے ہی دن دفع ہو جاتا ہے - در حقیقت اسم با مسمیٰ ہے - قیمت [illegible]

جادو کی گولی

جسم کے کسی حصہ میں [illegible] درد ہو [illegible] ایک گولی کے کھانے سے کافور ہو جاتا ہے - قیمت فی گولی [illegible] فی درجن ایک روپیہ

[illegible]

[illegible]

حبوب بواسیر

جو لوگ اس مرض کا کلی دفعیہ ناممکن سمجھتے ہیں وہ ہماری حبوب کو ایک دفعہ ضرور آزمائیں - سوزش اور ٹیس پہلے دن بند - اور ۲۱ دن میں فائدہ کلی ہو جاتا ہے - قیمت [illegible]

لگانیکی دوائی بواسیر

اس دوائی کے لگانے سے ۳ دن میں مسے خشک ہو کر خود بخود گر جاتے ہیں - اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی - اسکو اکسیر کہا جائے تو بجا ہوگا - قیمت تین روپے

دوائی [illegible]

[illegible]

المشتہر خاکسار غلام احمد بمکان منشی حسین بخش اپیل نویس بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

مکتوبات امام الزمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد۔ بخدمت عزیزی اخویم خان صاحب محمد علی خان صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچ کر موجب مسرت و انشراح خاطر ہوا۔ اگرچہ طبیعت اس عاجز کی بہت قدر علیل تھی اور نیز ضعف بہت تھا مگر میں نے نہ چاہا کہ آپکو بہت انتظار میں رکھوں۔ اسلئے بطور اختصار آپکے سوالات کا جواب دیتا ہوں۔

(۱) جو شخص اس عاجز سے بیعت کرے اسکو قال اللہ و قال الرسول کا پابند ہونا ضروری ہے۔ یہہ ضروری نہیں کہ وہ حنفی ہو یا شافعی وغیرہ وغیرہ۔ مگر یہہ نہایت ضروری ہے کہ اللہ جلشانہٗ کے کلام عزیز پر ایمان لاوے اور جہانتک ممکن ہو اُسپر عمل کرے اور آثار صحیحہ نبویہ کا اتباع کرے

(۲) بیعت کرنیوالے کے لئے ان عقاید کا ہونا ضروری ہے کہ آنحضرت صلعم رسول برحق۔ اور قرآن شریف منجانب اللہ کتاب اور جامع الکتب ہے کوئی نئی شریعت اب نہیں آسکتی۔ اور نہ کوئی نیا رسول آسکتا ہے۔ مگر ولایت اور امامت اور خلافت کی ہمیشہ قیامت تک راہیں کھلی ہیں۔ اور جسقدر مہدی دنیا میں آئے یا آگے آئینگے اُن کا شمار خاص اللہ جلشانہٗ کو معلوم ہے۔ وحی رسالت ختم ہوگئی۔ مگر ولایت و امامت و خلافت حقہ کبھی ختم نہیں ہوگی۔ یہہ سلسلہ ائمہ ذی ہنر و مرشدین و خلفاء ربانیین کا کبھی بند نہیں ہوگا۔ کسیکو گذشتہ لوگوں میں سے بجز رسول مقبول صلعم جمیع فضایل و کمالات میں بے مثل نہیں کہہ سکتے۔ اور ممکن نہیں کہ کسی کمال یا کسی نوع کی خدمتگذاری میں آیندہ اُس سے بہتر پیدا ہو۔ ان جزوی فضیلت کی لحاظ سے بعض لوگ بے مثل ٹھہر سکتے ہیں۔ جیسے صحابہ اور اہلبیت کی یہہ فضیلت جو اُنہوں نے زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پایا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تنہائی کے وقت میں ایسی وفاداری دکہلائی کہ اپنے خونوں کو پانی کی طرح بہا دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو دیکہا۔ اور اُس چہرہ سے عاشقانہ طور پر زندگی بسر کی۔ اور جو اسلام پر پہلے پہل مخالفوں کے حملے ہوئے اپنی جانوں کو ہتھیلی پر رکھکر اُن کو روکا اور اسلام کو زمین پر جمایا۔ اور اسلامی ہدایتوں کو زمین پر پہیلایا۔ اور کفر کے زور کو مٹایا۔ اور قرآن شریف کو دیانت اور امانت سے جمع کرکے تمام ملکوں میں رواج دیا۔ اور اسلام کی صداقت پر اپنے خون سے مُہریں کرکے اس دار فانی سے کوچ کرگئے۔ بلاشبہ اُن کی یہہ فضیلت کو بعد میں آنیوالے نہیں پا سکتے وذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ مگر اسکے سوا ہر ایک کمال کے حاصل کرنے کے لئے دروازے کہلے ہیں۔ خدا تعالےٰ کے مقبول اور نہایت اعلیٰ درجہ کے پیارے بندے اور امام الوقت اور خلیفۃ اللہ فی الارض اللہ اب بھی ایسے ہی ہونے ہیں جیسے پہلے ہوئے تھے

اور اب بہی خدا تعالےٰ کے انعام و اکرام کی وہ راہیں کہلی ہیں جو پہلے کہلی تہیں۔ کمالات نبوت و رسالت بہی ظلی طور پر حاصل ہو سکتے ہیں۔ جسقدر سالک کی استعداد ہوگی ضرور پرتوہ نور کا پڑیگا زندہ اسلام اسی عقیدہ کا نام ہے۔ مگر جو لوگ امامت و خلافت و صدیقیت کو پہلے اماموں پر ختم کر چکے ہیں اُن کے ہاتھ میں اب مُردہ اسلام ہے یا یوں کہو کہ اسلام کی بیجان تصویر اُن کے ہاتھ میں ہے۔ یاد رکہنا چاہیئے کہ جو مذہب آیندہ کمالات کو دروازے بند کرتا ہے وہ مذہب انسانی ترقی کا دشمن ہے۔ قرآن شریف کی رُو سے انسان کی ہماری دعا یہی ہے کہ روحانی ترقیات کا خواہاں ہو۔ غور سے پڑہنا چاہیئے اس آیتہ کو اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ دوسرے یہہ عقیدہ بہی ضروری ہے کہ مجرد کسی قسم کے رشتہ سے خواہ کسی رسول سے رشتہ ہو کوئی فضیلت حاصل نہیں ہو سکتی۔ بلکہ فقط رشتہ کی فضیلت پر ناز کرنا نامردوں کا کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور ذوی القربیٰ میں سے ہر ایک شخص جو قابل تعریف ہے وہ رشتہ کے لحاظ سے ہرگز نہیں۔ وقال اللہ تعالےٰ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ تیسرے یہہ عقیدہ بہی ضروری ہے کہ قرآن شریف ابتک ہر ایک قسم کے تصرف سے بکلی محفوظ ہے۔ اور کوئی ایسا قرآن نہیں جو کوئی شخص اُسکو غار میں لیکر ابتک چھپا بیٹھا ہے یہہ اُن لوگوں کا بہتان ہے جن کو خدا تعالےٰ کا خوف نہیں چوتھے یہہ عقیدہ ضروری ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ذو النورین عثمان رضی اللہ عنہ۔ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سب واقعی طور پر دین میں امین تہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ جو اسلام کے آدم ثانی ہیں۔ اور ایسا ہی حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہم اگر دین میں سچے امین نہ ہوتے تو آج ہمارے لئے مشکل تہا جو قرآن شریف کی کسی ایک آیتہ کو بہی منجانب اللہ بتا سکتے۔ بلاشبہ یہہ سچ بات ہے کہ ہم قرآن شریف سے اُسیقدر محبت اور عشق پیدا کرینگے جسقدر ہمیں ان تینوں بزرگواروں کے امین ہونے پر ایمان ہوگا۔ اگر ہم ایک ذرا بہی کمالات ایمانیہ میں انکو کم سمجھینگے تو وہی کمی قرآن شریف کی عظمت کے بارے میں ہمارے دلوں میں پیدا ہو جائیگی یہی وجہ ہے کہ جس پیار اور محبت سے سنت جماعت قرآن شریف کو دیکھتے ہیں۔ اور اُسکو بصد محبت حفظ کر لیتے ہیں۔ یہہ بات شیعہ لوگوں میں ہرگز نہیں پائی جاتی۔ مثلاً تخمیناً معلوم ہوا ہے کہ ہمارے ملک پنجاب میں ایک لاکہہ سے زیادہ سنت جماعت میں سے قرآن شریف کا حافظ ہوگا۔ مگر کیا کوئی اس بات کا ثبوت دے سکتا ہے کہ اسی ملک میں شیعہ لوگوں میں سے دس پندرہ بہی حافظ ہیں؟ بلکہ میرے خیال میں ایک حافظ بہی

مشکل ہے۔ پس کیا سبب یہی ہے کہ ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کو نظر تخفیف سے دیکھنے سے سرا سر ایمان کا گہاٹا ہے۔ والعاقل تکفیہ الاشارۃ۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ ان بزرگواروں کو بنظر تخفیف دیکھنا۔ پانچویں بیعت کے لئے یہہ ضروری عقیدہ ہے کہ شرک سے بکلی پرہیز کرے اگر یہہ تمام عقاید کسی شیعہ میں پائے جاویں تو بلاشبہ اُسکی حالت عمدہ ہے اور وہ اس لائق ہے کہ بیعت میں داخل ہو۔

(۳) بیعت کے مقاصد میں سے ایک بہاری مقصد یہہ ہے کہ انسان راہ راست پر آوے اور خدا تعالےٰ کے غضب سے ڈر کر ہر ایک ظلم اور ناانصافی کا چہوڑ دیوے۔ جو شخص ظلم اور ناانصافی پر جما رہنا چاہتا ہے وہ در اصل حقیقت بیعت سے غافل ہے۔ ہم اس مسافر خانہ میں صرف تہوڑے عرصہ کے لئے آئے ہیں۔ اور اسی غرض سے بہیجے گئے ہیں کہ اپنے اخلاق اور عقاید اور اعمال کو درست کر کے اور حسب مرضیات الٰہی اپنے نفس کو بنا کر اُس مولیٰ کریم کی رضامندی حاصل کریں۔ سو ہر ایک بات میں یہہ دیکھ لینا چاہیئے کہ کیا ہمارے قول اور فعل ظلم اور زیادتی سے خالی ہیں یا ہم انصاف کا خون کر رہے ہیں۔ جن بزرگ لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ضعف و ناتوانی اور تنہائی اور غربت کے ایام میں آنجناب کی رفاقت اختیار کی اور اُس رفاقت اور اُس ایمان کے پاس کے لئے بڑی بڑی تکلیفیں اُٹھائیں۔ اپنی ریاستوں ملکیتوں سے بے دخل کئے گئے۔ وطن سے نکالے گئے۔ اور اظہار کلمہ اسلام کے لئے صدہا مرتبہ اپنے تئیں معرض ہلاکت میں ڈالا۔ اُن کی شان کو جیسا کہ چاہیئے نہ سمجھنا سخت درجہ کی ناانصافی ہے۔ درحقیقت اگر ہم انصاف سے دیکہیں اور عدالت کی نگاہ سے نظر کریں تو ہمیں اقرار کرنا پڑیگا کہ وہ لوگ اعلیٰ درجہ کے مقدس ہیں۔ ہر ایک شخص کی فضیلت باعتبار اُسکے حسن خدمات اور ذاتی لیاقتوں کے ہوا کرتی ہے۔ سو جیسے صحابہ کرام کی فضیلت اس قاعدہ مستمرہ کی رُو سے بپایۂ ثبوت پہنچ گئی ہے۔ کسی اور دوسرے کی فضیلت ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی۔ مثلاً امام حسین رضی اللہ عنہ نے جو بہاری نیکی کا کام دنیا میں آکر کیا وہ صرف اسقدر ہے کہ ایک نابکار دنیا کے ہاتھ پر اُنہوں نے بیعت نہیں کی۔ اور اسی کشاکش کی وجہ سے شہید ہوگئے۔ مگر یہہ ایک شخصی ابتلا ہے جو اُنہیں پیش آگیا۔ اگر اسکو حضرت صدیق اکبر کی اُن جانفشانیوں کے ساتھ جانچا جائے جو اُنہوں نے تمام عمر محض اعلاء کلمہ اسلام کے لئے اکمل اور اتم طور پر پوری کی تہی۔ تو کیا ایک شخصی ابتلا کو اُس سے کچھ نسبت ہو سکتی ہے۔ اللہ جلشانہ کا کسی سے رشتہ نہیں ہے۔ جو شخص اعلیٰ درجہ کا وفادار اور خدمتگذاری اختیار کریگا۔ وہی اُسکا مقرب ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بیٹا زندہ نہیں رہا۔ البتہ نواسے بہت

رہے ہیں جیسی حضرت فاطمہ کی اولاد یا دوسری بیبیوں کی اولاد۔ سو خدا تعالیٰ کے نزدیک ان کے مراتب ان کے اعمال کے موافق ہیں۔ خواہ نخواہ کا درجہ کسیکو دیا نہیں جاتا۔ جو شخص محض خدا تعالیٰ کے لئے کچی محبت رکھتا ہے اسکو چاہیئے کہ خدا تعالیٰ سے خوف کرکے دیکھے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں ہم نے کیا کیا عمدہ کام کیا ہے۔ ناحق فضیلت اسکو نہ دے۔ کوئی نہیں سمجھ سکتا کہ صرف رشتہ سے کیونکر فضیلت پیدا ہو جاتی ہے۔ خاصکر کے ذرا سے رشتہ سے جو نواسا ہوتا ہے۔ کنعان حضرت نوح کا بیٹا تھا اور آذر حضرت ابراہیم کا باپ۔ پس کیا یہ رشتہ انہیں کچھ کام آیا؟ پس یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اہلبیت ہونا اپنے نفس میں کچھ بھی چیز نہیں ہے۔ بیشک امام حسن و حسین ان لوگوں میں سے ہیں جن لوگوں کو خدا تعالیٰ نے ان کی راستبازی کی وجہ سے کامل کیا ہے نہ اسکی وجہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھے کیونکہ نواسے تو اور بھی تھے۔ نواسہ ہونا خدا تعالیٰ کے نزدیک یا عقلمند کے نزدیک کیا حقیقت رکھتا ہے۔ لیکن بلاشبہ کمالات صدیقی و فاروقی کے مقابل پر حسینی کمالات متنزل ہیں۔ ان بزرگواروں نے اسلام پر بڑا احسان کیا اور اسلام کی شوکت کو دنیا میں قائم کیا اور وہ جانفشانی کے کام کیے جو نبی اور رسول کرتے ہیں جو شخص ان کے احسانات کا منکر ہو وہ خدا تعالیٰ کا کافر نعمت ہے۔ اگر ہم ذبح بھی کیے جائیں تو ہرگز راستی کو چھوڑ نہیں سکتے۔ عوام کا قاعدہ ہے کہ وہ کورانہ تقلید پر چلتے ہیں سراسر غلط ہے۔ تمام صحابہ کے مناقب سے کتابیں بھری پڑی ہیں اور قرآن کریم شامل ہے۔ صدیق اکبر اور عمر فاروق کے حق میں اسقدر تعریف کلمات نبوی پائے جاتے ہیں کہ گویا ان دونوں بزرگواروں کو نبی قرار دیا گیا ہے۔ مگر ہماری نظر میں مجرد مناقب کچھ چیز نہیں صرف طرح طرح کے پیرایوں میں یہ مومنوں کی تعریفیں ہیں۔ اور اسی بات کا فیصلہ کہ انمیں سے زیادہ بزرگ کون ہے؟ ان بزرگواروں کی خدمات سے کرنا چاہیئے کہ اسی کی طرف اللہ جلشانہ ہدایت فرماتا ہے۔

اب حاصل کلام یہ ہے کہ بیعت کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان ہر ایک قولی و فعلی و اعتقادی بے انصافی سے بکلی دست بردار ہو جاوے۔ کیونکہ بیعت نیک راہ اختیار کرنے کے لئے ہے۔ اگر بہرحال اسی راہ پر قائم رہنا ہے جو تقلیدی طور پر اختیار کیا گیا ہے۔ تو پھر بیعت سے حاصل ہی کیا ہے؟

ہر کجا شمع صداقت یافتی پروانہ باش!
گر خرد مندی پئے راہ ہدیٰ دیوانہ باش!

(۴) اگرچہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا اور دست بستہ کھڑا ہونا قانون فطرت کی رو سے بھی بندگی کے لئے مناسب ہی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اگر ہاتھ چھوڑ کر بھی نماز پڑھتے ہیں تو نماز ہو جاتی ہے۔ مالکی بھی شیعوں کی طرح ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں۔ مسنون وہی طریق ہے جو اوپر بیان ہوا۔ اسقدر اختلاف بیعت کا کچھ مانع نہیں اگرچہ احادیث صحیحہ میں اسکا نام و نشان نہیں۔

(۵) یہ ہمیشہ سے قاعدہ رہا ہے کہ نشانوں کے ماننے والے دو ہی قسم کے آدمی ہوتے ہیں۔ یا غایت درجہ کو دوست یا غایت درجہ کے دشمن۔ یعنے جب کوئی انسان کسی مقبول خدا تعالیٰ سے غایت درجہ کی دوستی و محبت اختیار کرے یہاں تک کہ اس کی راہ میں قربان ہو جاوے اور اسکے خاکپائے ہو جائے۔ تو وہ اپنے حوادث اور مصائب کے وقت یا تکمیل حاجت ایمان کے لئے رحمت کے نشان پاتا ہے۔ اور اسکی برکت اور صحبت سے جذبات نفسانی کم ہوتے جاتے ہیں اور ذوق و محبت بڑھتی جاتی ہے اور دنیا کی محبت ٹھنڈی ہوتی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ بہت نشانوں سے [illegible] یہ شخص محبوبان درگاہ الٰہی میں ہو جاتا ہے۔ اور عادت اللہ قدیم سے ایسی ہی جاری ہے کہ جب اس درجہ پر کسی کی ارادت پہنچ جائے تو اسکا ایمان کامل کرنے کے لئے کئی قسم کے نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ پیشتر آزمائش صدق کے اور محققہ حقیقت پر نظر ڈالتے ہیں۔ عوام جلدی سے کسیکو کافر اور کسیکو مومن کہدیتے ہیں۔ اور محققین اسکی ذرا پروا نہیں کرتے۔ اگر ہم صدیق اکبر اور فاروق عمر کی خدمات کو جو اپنی زندگی میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کیں لکھیں تو بلاشبہ وہ ایک دفتر میں بھی ختم نہیں ہو سکتیں۔ لیکن اگر ہم امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمات کو لکھنا چاہیں تو کیا ان دو تین فقروں کے سوا کہ وہ انکار بیعت کی وجہ سے کربلا کے میدان میں روکے گئے اور شہید کئے گئے کچھ اور بھی لکھ سکتے ہیں؟ بیشک یہ کام ایسا عمدہ ہوا کہ ایک فاسق دنیادار کے ہاتھ پر انہوں نے بیعت نہیں کی۔ مگر اعتراض تو یہ ہے کہ وہ بیٹے اپنے بزرگوار کے قدم پر کیوں نہ چلے باپ نے تو بقول شیعہ کے تین فاسق تعصبوں کے ہاتھ پر جو بزعم ان کے مرتد بدتر تھے۔ اور بقول ان کے صرف معمولی بادشاہوں میں سے تھے بیعت کر لی۔ اور بیٹے نے تو اپنے باپ کے طریق پر اعراض کرکے ایک فاسق کی بیعت ہی نہیں کی۔ اور انکار ہی میں جان دی بہرحال یہ اتفاقی حادثہ تھا جو ان کو پیش آیا۔ اور بڑا بھاری ذخیرہ ان کے درجہ کا صرف یہی ایک طریق ہے جس کو محض غلو اور ناانصافی کی راہ سے آسمان تک کھینچا جاتا ہے مگر وہ بزرگوار صحابہ جو [illegible] کی طرح دنیا میں کام کر گئے۔ اور ہر میدان میں جان فدا کرنے کو حاضر ہوئے ان سے تقابل کیسے لاپرواہی تو آپ کا عزت ہے۔ یہ فیصلہ تو آسانی سے ہو سکتا ہے چونکہ دنیا دار العمل ہے اور میدان حشر میں مراتب بلحاظ اعمال ملینگے پس جس کے دل میں امام حسن و حسین کی وہ عظمت ہے کہ اب وہ دوسرے صحابہ سے لاپرواہ ہے۔ اسکو چاہیئے کہ ایسی خدمات شائستہ دین کی راہ میں پیش کرے اگر ان کی خدمات کا پلہ بھاری ہے تو بلاشبہ وہ دوسرے صحابہ سے افضل ٹھہرینگے۔ ورنہ ہم اس بات کے تو قائل نہیں ہو سکتے کہ خواہ نخواہ کسیکو افضل ٹھہرایا جاوے۔ اور یہ خیال کرنا کہ ان کی فضیلت یہی کافی ہے کہ وہ نواسے تھے۔ یہ خیال کوئی عقلمند نہیں کر سکتا کیونکہ میں بیان کر چکا ہوں کہ نواسہ ہونا کچھ بھی چیز نہیں ایک ذرا سا رشتہ ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی لڑکیاں تھیں۔ اور نواسے بھی کئی تھے کس کس کی ہم پرستش کریں۔ یہ آیۃ کریمہ ہمارے لئے کافی ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ جس میں اللہ جلشانہ نے کھول دیا ہے کہ اس زمانہ کا اتقا صدیق اکبر ہے۔ بعض لوگوں کو یہ بھی دھوکا لگا ہوا ہے کہ وہ مناقب کسی بزرگ کے پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مثلاً حضرت علی کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے اور امام حسین کے حق میں یہ فرمایا ہے۔ مگر یہ خیال کہ کیونکر اعلیٰ درجہ کی ارادت و محبت کسیکی نسبت پیدا کی جاوے اسکا جواب یہ ہے کہ درحقیقت طبعی اور حقیقی طور پر جو اعلیٰ درجہ کی ارادت اور فرمانبرداری بغیر پوری آزمائش نہیں ہو سکتی۔ مگر طالب حق اللہ جلشانہ کی توفیق سے کسیقدر قرائن سے بہ تکلف ارادتمندوں کا پیرایہ پہن لیتا ہے۔ پھر عنایت الٰہی سے بمشاہدہ برکات حق وہ تکلف طبیعت میں داخل ہو جاتا ہے۔ صحابہ اور اہلبیت بھی آہستہ آہستہ مراتب عرفان کو پہنچے ہیں مگر روز ازل سے انہوں نے وہ خدمات اپنے ذمہ لیں جو بجز کامل ارادت کے ظہور میں نہیں آسکتیں۔ اور غایت درجہ کو دشمن پر جو مرد مقبول کی کرامات کا ظہور ہوتا ہے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ جب دشمن نادان ایک ولی اللہ سے عداوت شروع کرتا ہے اور ہر وقت قول یا فعل سے اسکے درپے آزار رہتا ہے تو آخر ایک دن غیرت الٰہی جوش مارتی ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ من عادیٰ ولیاً فقد آذنتہ للحرب۔ سو یہ اصول نہایت صحیح ہے کہ جسکو کرامات کے دیکھنے کا شوق ہو وہ یا غایت درجہ کا دوست ہو جائے یا غایت درجہ کا دشمن۔ کرامات بازیچہ اطفال نہیں ہیں کہ خواہ نخواہ کھیل کی طرح دکھلائی جائے۔ اللہ جلشانہ اور اس کے وفادار بندے غیر اللہ سے لاپرواہ ہیں۔ اور خواہ نخواہ بازیگروں کی طرح کرشمہ نمائی ان کی عادت نہیں۔ اگرچہ اولیاء اللہ پر کرامات الٰہی بارش کی طرح برستی ہیں۔ لیکن غیر جبتک کہ پورا دوست

یا پیدا دشمن ہو جان انوار کے مشاہدات سے بالنصیب رہتا ہے۔
اس عاجز نے جو سو دو ہزار اشتہارات کرامت نمائی کے لئے شائع کیا تھا اور شرط کی تھی کہ اگر کوئی مخالف منکر کرامات ہو تو ایک برس تک ہمارے دروازہ پر آکر بیٹھے۔ اسکا ہرجہ دیا جائیگا۔ اس سے حضرت اللہ جلشانہ کی غرض یہی تھی کہ اس پابندی سے جو شخص آکر ایک سال تک بیٹھیگا وہ یا تو دوست یا دشمن ہوگا۔

(۲) ابھی تک نہیں ہے۔ اور خدا تعالےٰ خوب جانتا ہے کہ یہ عاجز نبیوں کی طرح اصلاح خلق اللہ کے لئے مامور ہو کر آیا ہے۔ اور دل میں بہت خواہش ہے کہ وہ کرامات الٰہی جو یہ عاجز دیکھ رہا ہے لوگ بھی دیکھیں۔ لیکن خدا تعالےٰ اپنے قانون قدیم سے تجاوز نہیں کرتا۔ دوست کامل بننا چاہئیے یا دشمن کامل تا آسمانی نشان ظاہر ہوں۔ ہاں ایک طریق ہے۔ اور اس کو آپ بجا لا سکتے ہیں۔ اور وہ یہی ہے کہ آپ کا اتباع عقیدہ یہ ہے کہ ... اماموں کو جسقدر فضیلت ہے وہ اصحاب کبار کو حاصل نہیں۔ تمام ... اصحاب کبار بادشاہوں کی طرح ہیں۔ اور اس عاجز کا عقیدہ ہے کہ ... درجہ کے مقابل بارہ امام کچھ بھی چیز نہیں۔ بلکہ صحابہ ... کی محبت ان کا فخر اور انکی ترقی ایمانی کا موجب ہے۔ قرآن شریف ... صدیق ... طور پر کسی اہمیت کا ذکر نہیں۔ اور یہی ... عقیدہ ہے کہ صحابہ کے بعد جسقدر اہلبیت میں امام ہوئے ہیں وہ اپنے کمالات میں مثیل نہیں بلکہ ایسے لوگ ہمیشہ ہوتے ہیں اور ... شکر کے ارادہ سے اسبات کا کہنا اپنے محل پر ہے کہ ان اماموں کے رتبہ کے موافق ایک میں ہی ہوں۔ اور اس سے زیادہ بھی جیسے الغاظ الٰہی ہیں جنکو آپ بہ نہیں سکتے۔ اور ساس زمانہ کی حقیقت سمجھ سکتی ہے۔ اب اگر میں اس دعوے میں سچا نہیں ہوں تو میری طرف سے عام منادی ہے کہ شیعوں کے بزرگ لوگ میرے اشتہار کے موافق مباہلہ اور مقابلہ کے لئے آویں بیشک اگر وہ آویں تو اللہ جلشانہ اُن کی پردہ دری کریگا۔ اور اپنے بندہ کی تائید میں وہ انوار کہلائیگا جو ہمیشہ اپنے خادم مقبول کے لئے دکہلاتا رہتا ہے۔ اس طریق سے آپ کرامات کو مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ اور آپ مقدرت رکھتے ہیں کہ کسی شیعہ کے مجتہد کو دو چار ہزار روپیہ دیکر میرے دروازہ پر بٹھاویں اور مقابلہ کرادیں تا ع

یا سیہ رو شود ہر کہ در وغش باشد

(۳) موافق شرائط مطبوعہ کی تحریری بیعت بھی ہو سکتی ہے اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے وقت صفا میسر آیا تو انشاء اللہ آپ سب صاحبان کے لئے دعا کرونگا والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ یہ چند سطریں محض نصیحت کی راہ سے لکھی گئی ہیں ۔۔

ز نبا ... وقت ... ✤ ✤ بر رسولاں بلاغ باشد و بس۔ ... ما ... ہدایت ... اسلام کی تائید ... دعوت

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

(نمبر چہار دہم)

سورۃ البقرۃ۔ بقیہ رکوع (۳) ✤

پچھلے نمبر میں ہم نے یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّ یَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا پر ان خیالات کو مدنظر رکھکر بحث کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا جو بعض لوگ اپنے قصور فہم سے مسئلہ تقدیر کو زیر نظر رکھکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس حال میں اللہ تعالیٰ ہی گمراہ کرتا ہے یا ہدایت دیتا ہے تو گمراہ شدہ لوگوں کا کیا قصور ہے؟

مسئلہ تقدیر پر اصل یوں ہے کہ اس آیت شریف پر اعتراض ضمناً گفتگو کرنے والے کے لئے تو اسی مقام پر جواب موجود ہے۔ وما یضل بہٖ الا الفاسقین الے الآیۃ۔ اور کسیقدر وضاحت ہم اس آیۃ شریف کے ترجمہ میں کر دکھائینگے۔ مسئلہ تقدیر جسکے مسلمان قایل ہیں۔ اور ہمارے خیال میں ہر ایک دانشمند کو جسکا معترف ہونا چاہئیے اُسکی اصل یوں ہے کہ تقدیر کے معنے لغت عرب اور محاورہ قرآن میں کسی چیز کے اندازہ کرنے اور مقدار ٹھہرانے کے ہیں جیسے فرمایا۔ وخلق کل شئی فقدرہ تقدیرا۔ اور یہہ بات بھی صاف اور واضح ہے کہ موجودات عالم میں ہر ایک چیز ایک فطرت رکھتی ہے۔ اور اُس فطرت کے موافق افعال اور آثار سرزد ہوتے ہیں۔ اُسکے خلاف ظہور میں نہیں آسکتا پس مسئلہ تقدیر کے بیان کرنے میں اسلام نے صرف اس مبارک اصول کو بیان کیا ہے کہ انسان بُرے کاموں کو چھوڑکر آرام و آسودگی پیدا کرنے والے امور کی طرف متوجہ ہو۔

اب ہم کو کوئی بتلائے کہ اس اصول میں بجز خدا تعالیٰ کی صفات کاملہ کے اظہار اور انسان کی بھلائی کے طرق کے بیان کرنیکے اور کیا مدنظر ہے؟ اب ہم اصول تقدیر کے بیان کے بعد چاہتے ہیں کہ اصلی سلسلہ پر گفتگو کریں۔

یضل بہٖ کثیرا ویھدی بہٖ کثیرا ضلال کے معنے قرآن کریم میں مختلف آئے ہیں۔ الضلال۔ الھلاک۔ الابطال۔۔۔۔۔ الامتحان۔ الانخذال وغیرہ۔

ضلال کے معنے وہ نتیجہ بدہی ہے جو بد ضلالت مترتب ہوتا ہے۔ اور ... مندرجہ بالا معانی میں سے ہر ایک یہاں چسپاں ہو سکتا ہے۔

ہدایت جو ہدایت ہے وہ عموماً مندرجہ ذیل معانی میں آتا ہے۔ ... فطری کو بھی ہدایت کہتے ہیں اور توفیق اعمال حسنہ

کہ جنکا نام بھی ہدایت ہی ہے۔ ... کے معنوں میں بھی آیا ہے۔ اور جنت کو ملاد ینا اور پہنچا دینے کا نام بھی ہدایت ہے۔

اب یہہ امر صاف اور واضح ہے کہ یضل بہٖ کثیرا ویھدی بہٖ کثیرا سے کیا مطلب ہے۔ اگر اسکو زمانہ آیندہ کے لئے بیان کیا جاوے تو اور بھی صراحت سے مفہوم سمجھ میں آسکتا ہے۔ جیسا کہ ہفتہ نمبر سیزدہم میں بیان کیا ہے یہہ ایک پیشینگوئی ہے جو کفار کے بُرے دن آنیکی خبر دیتی ہے۔ اور یہہ ہلاکت اور یہہ تباہی فاسقوں ہی کے لئے ہے جو خود اُن کے اپنے ہی ہاتھوں سے اُن پر آنے والی ہے۔ فاسق کون؟ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی شریعت اور احکام کو اُن کے مستحکم ہونے کے بعد توڑتے ہیں۔

عہد اللّٰہ عہد اللہ سے مراد احکام اللہ ہے۔ اور یہہ لفظ فطرت صحیحہ عقل سلیم اور کتب الٰہیہ پر بھی بولا جاتا ہے

میثاقہ میں جو ضمیر ہے اُس کا مرجع عہد اللہ ہے۔ اس میثاق سے مراد وہ میثاق ہی ہے جو اہل کتاب سے لیا گیا تھا۔ جسکو دوسرے مقام پر اللہ تعالےٰ نے ان الفاظ میں ادا کیا ہے۔ واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل الےالآیہ۔

الغرض اس آیت میں یہہ ارشاد فرمایا ہے کہ جو لوگ باوصفیکہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ انہوں نے عہد کیا۔ باوجودیکہ خود انکی فطرت سلیمہ اوامر و نواہی الٰہیہ کو فعل اور ترک فعل کی ہدایت کرتی ہے۔ پھر بھی جو اپنی فطرت سلیمہ کے خلاف عمل کرتے ہیں تو بتلاؤ کہ اسکا نتیجہ ہلاکت اور ذلت نہو تو کیا ہو؟

یعنے جو لوگ اپنی قواعد فطرت کو خلاف شرائع الٰہیہ کے خلاف کرتے اور ان کو توڑتے ہیں اور اُن کے خلاف کرتے ہیں اور جن سے تعلق پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے اُن سے قطع تعلق کرتے ہیں۔

امر اللہ سے مراد جملہ احکام الٰہی اور تمام مامورمن اللہ اور صلحا اور علی الخصوص سید الاصفیا، خیر الاتقیا، جناب سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور اسی پر بس نہیں کرتے۔ بلکہ زمین پر فساد مچاتے ہیں یعنے اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں اور فتنہ پردازیاں کرتے ہیں۔ پس یہی امور ہیں جو موجب خسارہ ہیں۔ اور ایسے ہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

اب ہم نہیں سمجھتے کہ اس آیت میں کیا مشکل رہجاتی ہے ہر ایک فعل پر ایک ایک نتیجہ مرتب ہوتا گیا ہے۔ فاسق یا خاسر ہونے تک اول عہد اللہ کو توڑا۔ تو پھر یہہ نتیجہ ہوا کہ مامورین سے بیجا دشمنی پیدا ہوئی۔ اور اُن سے قطع تعلق کیا۔ پھر فساد اور شر پیدا ہوا کیونکہ اپنی بات کی پاسداری کے لئے کہیں جوڑ توڑ کرنے پڑے یہانتک کہ خسران تک نوبت پہنچ گئی ۔۔

کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتاً فاحیاکم الخ الآیۃ — اللہ تعالےٰ کا کیونکر انکار کرتے ہو۔ تم کو نابود سے بود کیا۔ پھر تمکو موت دیگا۔ پھر زندہ کریگا آخر دہی مرجع اور مآب ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ کی ہستی پر ایک لطیف دلیل دی ہے کیف تعجب کے طور پر آیا ہے۔

حیٰوۃ سند حسب ذیل معنوں میں آتا ہے (۱) قوت نامیہ جسکے ذریعے سے نباتات اور جاندار بڑھتے ہیں۔ (۲) قوت حاسہ (۳) قوت عاقلہ (۴) غم وہم کا مفقود کرنا۔ (۵) حیات جاودانی۔ (۶) رزق حلال۔ اور جنت الخلد وغیرہ۔

اموت کا اطلاق حیات کے بالمقابل معنوں پر ہوتا ہے یعنے جیسی حیات مذکور ہو بالمقابل ویسی ہی موت ماننی پڑیگی۔

موت بمعنے جنگ بھی آیا ہے چنانچہ لقد کنتم تمنون الموت من قبل ان تلقوہ میں موت سے مراد جنگ ہی ہے۔ یعنے کیا اُس خدا کا تم انکار کرسکتے ہو جس نے تم کو نطفہ کی حالت میں جب مردہ تھے۔ پھر زندہ کیا۔ جاہل تھے۔ عالم بنایا۔ اور پھر مر کر حشر میں اُٹھوگے۔

اور پھر اسکو موکد کرکے یوں فرمایا ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً۔ اللہ وہ اللہ ہے جس نے جو کچھ زمین ہے سب کو پیدا کیا۔ اور پھر ہر چیز سے ہم فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ پس دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جو مفید انسان نہ ہو۔

معجزات مسیح پر ایک نظر — بعض نادان کہتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت مسیح ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مٹی سے پرندے بنا کر اُڑایا کرتے تھے۔ ہم کو تعجب آتا ہے کہ یہاں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جو کچھ زمین میں ہے (اور دیگر مقام میں فرمایا ہے خالق کل شئی) یہ سب اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔ پھر وہ نئی زمین۔ نیا آسمان کونسا ہے جہاں مسیح کے بنائے ہوئے پرند موجود ہیں سوچو۔ اور غور کرو!

ثم استویٰ الی السماء فسوّٰھن سبع سموات — اس آیت پر دو اعتراض کئے گئے ہیں۔ اول تو یہ کہ آسمان نفس الامر میں کوئی وجود بھی رکھتا ہے یا نہیں۔ اور دوم یہ کہ وہ واقعہ میں سات ہی ہیں۔

امر اول کا جواب ہم اسی کورع کے شروع میں کسیقدر وضاحت سے لکھ آئے ہیں۔ اسلئے یہاں اُسکے تکرار کی ضرورت نہیں ہے۔

سبع سموات کا ثبوت — (۱) دیکھو زمین کی ہوا سے ذرا اوپر کی ہوا لطیف ہے اور اسیطرح ہر ایک لطیف ہوتی جاتی ہے۔ پھر اگر اسی طرح پر آسمان کے طبقے ہوں تو کیا ہرج لازم آتا ہے۔ اور قرآن کریم نے نوعیت وجود آسمان کی کہیں تشریح نہیں کی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف طبقات سماویہ کے اقسام سات ہی ہیں۔ (۲) آخر سنہ ۱۹۰۹ء تک کی اسٹرانومی کی تحقیقات سے پتہ لگتا ہے کہ ستارے چھ قسم کے ہیں۔ پس یہ ہمارا نظام ایک نقطہ موہومہ کی طرف جا رہا ہے۔ اور اُس سمیت سات اقسام ثابت ہوئے۔

(۳) امور معاد کے متعلق بھی سات آسمان ایک اور رنگ میں نظر آتے ہیں (۱) عالم انسانی۔ (۲) عالم رویا یا مثال۔ (۳) عالم ارواح (۴) عالم برزخ۔ (۵) عالم محشر (۶) عالم دوزخ (۷) عالم جنت۔

(۴) جغرافیکل تحقیقات سے بھی سات ہی آسمانوں کا پتہ لگتا ہے کیونکہ سات سمندر قرار دئے گئے ہیں۔ اور زمین کو بھی سات ہی حصوں میں منقسم مانا ہے۔

(۵) ان سب باتوں کے علاوہ قرآن کریم نے ہفت آسمان کی ایک اور سچی فلاسفی جو خود قرآن کریم کے مختلف مقامات میں موجود ہے ثابت کی ہے۔ جس کو ہم تصدیق براہین احمدیہ سے یہاں نقل کرتے ہیں۔

زمین سے لیکر جہانتک فوق میں اللہ تعالےٰ کی مخلوق ہے اُس مخلوق کو اللہ تعالےٰ نے ایک تقسیم میں سات حصوں پر منقسم کیا ہے ہر ایک آسمان جسکا بیان اللہ تعالےٰ نے قرآن میں کیا ہے اُن کا بیان آیات ذیل میں درج ہے۔

اول وہ مقام جسمیں ہمارے لئے کھانے کا سامان رکھا ہے جیسے فرمایا ہے وفی السماء رزقکم وما توعدون

دوم وہ مقام جسکے اندر جانور اُڑتے ہیں جیسے فرمایا اولم یروا الی الطیر صافات فی السماء۔

سوم وہ مقام جسمیں اولے بنتے ہیں اور کھیتوں اور باغوں کو ویران کرتے ہیں۔ جیسے فرمایا فانزلنا علے الذین ظلموا رجزاً من السماء بما کانوا یفسقون

چہارم وہ مقام جس میں سے مینہ آتا ہے جیسے فرمایا وانزلنا من السماء ماءً (الے الآیہ)

پنجم وہ مقام جسمیں ستارے اور نیازک گرتے ہیں جیسے فرمایا۔ ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح (الے الآیہ)

ششم وہ مقام جسمیں ستارے ہیں جیسے فرمایا۔ وجعلنا فی السماء بروجاً و زینّٰھا للنٰظرین۔

ہفتم وہ حصہ جو ان سب سے اوپر ہے۔ ان مشہور ستاروں سے اوپر بھی کوئی مقام ہے۔ جیسے فرمایا وجنۃ عرضھا السمٰوات والارض اعدت للمتقین۔ غرض یہ تقسیم سبع سموات کی جو خود قرآن کریم نے بیان فرمائی ہے۔ اب کوئی تبلائے اسمیں کیا ہرج لازم آتا ہے

وھو بکل شئ علیم — اور وہ اللہ ہر چیز کا علم کامل رکھتا ہے۔ یہاں صفت علیم کے بیان کرنے سے یہ بہتر معلوم دیتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ھو الذی خلق لکم میں جو خلق اپنا ایک فعل قرار دیا ہے اُسکو لفظ علیم کے کہنے سے ثابت کرتا ہے۔ کیونکہ یہ ایک مسلم بات ہے کہ علم کامل کسی شے کا اُس کے خلق پر قادر کر دیتا ہے یا یہ کہو کہ جو چیز مخلوق ہوتی ہے خالق ہی اُسکا عالم کل ہوتا ہے یا بالفاظ دیگر یوں کہسکتے ہیں کہ چونکہ اللہ تعالےٰ ہر ایک چیز کا علم کامل رکھتا ہے لہٰذا وہ خالق ہے۔

آریہ غور کریں۔ — وہ لوگ جو آریہ کہلاتے ہیں اسمقام پر قرآن کریم کی خوبیوں کو بنظر انصاف دیکھیں اور اپنے مسلمہ عقاید کی تبدیل کریں کہ وہ کہاں تک اللہ کریم کی صفات کو قایم رکھتے ہیں۔ مادہ اور روح اگر اللہ تعالےٰ کی مخلوق نہیں (جیسا کہ آریہ مانتے ہیں) تو وہ ہم کو کوئی ایسی دلیل بتلائیں جس سے اللہ تعالےٰ کا علیم ہونا ثابت ہو۔ ھو بکل شئ علیم کہکر آریوں کے اس غلط اعتقاد کی کامل تردید فرمائی ہے۔ اور یہ احسان عظیم قرآن کریم ہی کا ہے کہ وہ ہر غلط راہ سے بچاتا ہے بشرطیکہ کوئی اُس سے فائدہ اُٹھانا چاہے۔ اللہ تعالےٰ ہم کو اور ہمارے پڑھنے والوں کو اپنی کلام پاک کی سمجھ عطا فرمادے۔ اور پھر سمجھ کے بعد اعمال کی توفیق دے۔

ایڈیٹوریل

عباد الرحمٰن

(نمبر ثانی)

ہم نے پچھلے نمبر میں عباد الرحمٰن کی صفت اول بحث شروع کی ہے اور وہ یہ ہے یمشون علی الارض ھوناً واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً کسی حد تک اس آیۃ کے دقایق ہم نے بیان کئے ہیں۔ اور آج ایک اور رنگ میں اُسے دکھانا چاہتے ہیں۔ یہ آیۃ دو ٹکڑوں میں منقسم ہے یمشون علی الارض ھوناً۔ واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً۔ ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ زمین پر آہستہ آہستہ چلنا کونسی خوبی اور کمال ہے۔ بلکہ یہ تو ضعف اور کمزوری کا نشان ہے

ھوناً کا لفظ ہی سستی اور کمزوری کے خلاف ہی لایا ہے اس آیۃ کا ترجمہ بھی یہ کیا ہے کہ وہ زمین پر بُردباری اور وقار کی چال چلتے ہیں نہ تکبر اور سستی کی

اصل یہ ہے کہ تمام نیکیوں اور بلند پروازیوں کا چشمہ اس انکساری اور فروتنی ہی سے شروع ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر زمین اُن تمام مصایب اور تکالیف کو جو زمیندار ہل چلا چلا کر اُسکے جگر کو پھاڑ کر پہنچاتا ہے برداشت نکرے تو وہ پھل لانیکے قابل نہیں ہوتی۔ پس یہ ضروری امر ہے کہ اس نسخہ

پیشتر کہ وہاں ایک لہلہاتا ہوا سبز کھیت ہو۔ اُسے کھود اجاوے اور مختلف صدمات کا محل بنایا جاوے۔ ٹھیک اسی طرح پر اگر کوئی شخص رحمان کے سایہ عاطفت میں آکر اُسکا مظہر ہونا چاہتا ہے تو اُسکو اپنے دل پر بڑے بڑے جبر و اکراہ برداشت کرنے پڑینگے لوگ ستائینگے مگر اُسے ضروری ہوگا کہ اُن کی تلخ باتوں کا خیال تک نہ لائے۔ غرض جہاں ایک طرف اس آیت میں عام اخلاق فاضلہ و آداب مناسبہ متعلق حرکت و تحمل جمع کرکے لفظ ھونًا میں بھر دئیے ہیں دوسری طرف سالک راہ حقیقت کے لئے اسمیں ایک نشان فرسخ نظر آتا ہے۔

ایک اور بات بھی ہماری سمجھ میں آتی ہے کہ یمشون علی الارض ہوناسے یہ بھی مستنبط ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ کا ہر فعل ایک تدریج اپنے اندر رکھتا ہے۔ زمین اور اُسکی تمام عجائبات اور موجودات کو دیکھ لو۔ ہر ایک میں ایک تدریج کا سبق ملتا ہے۔ اور جب ہم اس رکوع کے اخیر پر نظر کرتے ہیں۔ یا یہ کہو کہ عباد الرحمن کی صفات کو مطالعہ کرتے کرتے اولئک یجزون الغرفۃ بما صبروا و یلقون فیہا تحیۃ و سلاما تک پہنچتے ہیں تو یہ راز اور بھی واضح طور پر جلی ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ ابدی تحیۃ اور سلامتی کو بما صبروا کا نتیجہ بتلایا گیا ہے پس شتابکار اور جلد باز الٰہی فیضان سے ہاں رحمانیت کے عام فیض سے بہرہ ور نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ابدی سلامتی کو جو بما صبروا کے نتیجے میں فرمایا ہے تو کیا وجہ ہے کہ ہم اُس صبروا سے مراد و اذا خاطبہم الجاھلون قالوا سلاما نہ لیں۔

الغرض عباد الرحمن کی پہلی صفت یہ ہے کہ وہ ارض اللہ پر تمکنت اور وقار کی چال چلتے ہیں۔ و اذا خاطبہم الجاھلون قالوا سلاما اصل میں یمشون علی الارض ہونا کی ایک لطیف تفسیر ہے یعنے جب جاہل لوگ اُن سے دست و گریبان ہونا چاہتے ہیں تو ایسی چال چلتے ہیں کہ اُن کو تو شرارت سے روکتے ہیں۔ اور بالطبع اُس شرارت کے نتائج بد سے اُن کو محفوظ رکھتے ہیں۔ اور آپ اُن کی شرارت سے بچتے ہیں۔ اسجگہ اللہ تعالےٰ کو یہ بھی تعلیم دینا مقصود ہے۔ کہ عبد الرحمن کو بھی شفقت علی خلق اللہ کے مدارج کو طے کرنے کے لئے یہ ضروری امر ہے کہ وہ جہاں بدون خواہش و سوال کے مخلوق سے عام ہمدردی کرے۔ وہاں اُن کے لئے یہ بھی ایک لازمی بات ہے کہ جیسے اللہ تعالےٰ رحمن ہو کر اُن لوگوں کو بھی اپنے اس فیضان سے جو اس صفت کا تقاضا ہے محروم نہیں رکھتا۔ جو اُسکے حضور بے ادبیاں اور بیہودہ خیالی کرتے ہیں۔ اور آیات اللہ کی تکذیب اور توہین اپنا شیوہ بنالیتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح پر عبد الرحمن کے لئے لازم اور ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنی شفقت عامہ اور ہمدردی بنی نوع انسان کو اُن لوگوں تک محدود نہ کرے

جو اُسکے ثناخواں یا طرفدار ہوں۔ بلکہ عام طور پر ہو۔ اس تعلیم دینے سے یہ امر مفہوم ہوتا ہے کہ چونکہ عبد الرحمن ایک وقت پاکر مکالمہ الٰہیہ کا شرف پانیوالا ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا الرحمن علم القرآن۔ اسلئے اُسکے اخلاق کی درستی پہلے سے ہونی چاہئیے۔ اور یہی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں آیا ہے۔ وانك لعلى خلق عظيم۔

و اذا خاطبہم میں غور کرنے سے یہ بھی پتا لگتا ہے کہ وہ بمحل اور بے ضرورت نہیں بولتے۔ جب جاہل اُنکو مخاطب کرلیتے ہیں ان آیات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اور مکمل تعلیم کا اثر ظاہر کرنا بھی مقصود ہے۔ کون ہے جو عربوں کی صلابت شوکت اور ضد سے واقف نہیں۔ وہ نہ ٹلنے والی قوم۔ اپنی بات پر ہٹ کرنے والا اگر وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونہ اور تعلیم سے ایسا ہوگیا کہ اُن کی رفتار و گفتار میں شرارت کی چاٹ تک نہ ہی۔ ہاں عباد الرحمن کی پاک سوسائیٹی ایسا ہی بنادیتی ہے۔

عباد الرحمن کی دوسری صفت | اسکے بعد دوسری صفت عباد الرحمن کی یہہ بیان فرمائی ہے والذین یبیتون لربھم سجدًا و قیاما۔ اور وہ وہ ہیں جو اپنے رب کے آگے سجود اور قیام میں راتیں گذار دیتے ہیں۔

یہاں ایک غور طلب امر یہ ہے کہ پہلے کا لفظ ارشاد فرمایا ہے اور اللہ تعالےٰ توضیح بیان کر رہا ہے عباد الرحمن کی بات یہہ کہ جب انسان سے برتنے اور سلوک کا ذکر آیا تو رحمان کی صفت کو یاد دلایا ہے۔ اور جب خدا سے اپنا تعلق پیدا کرنے کا ذکر فرمایا تو رب کا لفظ فرمایا ہے جو کمال تک پہنچاتا ہے۔ کیونکہ جب تک ربوبیت تامہ کا اثر دل پر نہ ہو انسان کمال تک نہیں پہنچ سکتا۔ علاوہ ازیں ایک بات اور بھی ہے رحمانیت کی صفت ربوبیت کی صفت کے تحت میں کام کرتی ہے پس یہ ضروری امر ہے کہ ہم رحمانیت کا فیضان اور پرتو حاصل کرنیکے لئے ہاں! ایسا فیضان جو ہمارے دلوں سے اُٹھکر دوسروں کو فیض پہنچا سکے۔ پالنے کے لئے جب تک اللہ تعالےٰ کو ربوبیت تامہ سے متصف نہ مانینگے تو وہ رحمانیت کا فیض نہ ہم پاسکینگے۔ اور نہ کسی اور کو پہنچا سکتے ہیں اسلئے اس ترتیب میں اللہ تعالےٰ نے اس امر کا اظہار کیا ہے۔ کہ وہ اپنے اخلاق فاضلہ کے حاصل کرنے کے لئے ربوبیت تامہ سے فیض پاتے ہیں۔ اور چونکہ انسان کی طبیعت اور قوا سے آرام پسند اور تنعم کے خواہشمند ہیں۔ اسلئے اگر پوری ہوشیاری اور استقلال سے کام لیا جاوے تو تباہ ہوجائیگا

اندیشہ ہے کیونکہ ربوبیت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ کسی شیٔ یا نتیجہ شئے کو مکمل کردے۔ اب اگر بدقسمت انسان سستی اور کاہلی کا شکار ہوتا ہے تو اُسکا از کار رفتہ ہو جانا بھی ربوبیت ہی کا نتیجہ ہے جیسے بارش کا کام ہے کہ وہ مردہ چیزوں میں ایک زندگی کی روح پھونک دیتی ہے اُسکے لئے یہ لازم نہیں ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ کے درختوں ہی کو سرسبز اور شاداب کرے۔ بلکہ ہر ایک قسم کی جڑی بوٹی رنگ لاتی ہے۔ یہانتک کہ زمین کے نیچے کو دبے ہوئے مواد ردیہ اور فاسدہ بھی ظاہر ہو جاتے ہیں۔ پس عباد الرحمن اُس سستی اور تغافل سے بچنے کے لئے شب بیداری کرلیتے ہیں۔ اور اُنکی شب بیداری فاسقوں اور فاجروں کی طرح نہیں۔ کیونکہ وہ بھی تو راتوں کو جاگتے ہیں۔ نہیں نہیں۔ کبھی وہ سجدات شکر بجا لاتے ہیں اور کبھی قیام میں کھڑے ہو ہو کر دُعائیں مانگتے ہیں۔

دنیا پر جب ظلمت اور تاریکی کا زمانہ آتا ہے اور سیاہ کاریوں اور فسق کی رات چھا جاتی ہے۔ اُسوقت عباد الرحمن با وصفیکہ رات کی طرح عام ہوا سستی کی چلی ہوئی ہوتی ہے۔ آرام نہیں کرتے اور اپنے رب سے دُعائیں کرتے ہیں۔ رات کا کمال یہ ہے کہ طلوع سورج کی بشارت دیتی ہے۔ اسیطرح سے اُن کی زاری و نالی وہ وقت پیدا کر دیتی ہیں کہ وہ ظلمت دُور ہو کر نور کا زمانہ آتا ہے اور کوئی مامور من اللہ دنیا میں آکر اپنا فیض پہنچانے لگتا ہے

(باقی تیسرے نمبر میں)

ضروری یادداشت

ہم نے اس سے پیشتر بھی اپنے ناظرین اخبار کو توجہ دلائی تھی کہ اخبار الحکم کے ساتھ حضرت اقدس جناب امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بحیثیت منیجر۔ پروپرائیٹر یا ایڈیٹر کسی قسم کا تعلق نہیں ہے۔ بلکہ اخبار کا مالک منیجر اور ایڈیٹر خاکسار شیخ یعقوب علی ہے۔ اسلئے جملہ قسم کی خط و کتابت متعلق اخبار و ترسیل زر چندہ وغیرہ ایڈیٹر اخبار الحکم کے نام سے ہونی چاہئیے۔ بعض احباب خطوط متعلقہ اخبار حضرت اقدس کے نام لکھتے ہیں جس سے ایک تو اُنکے خطوط کی تعمیل میں دیر ہوتی ہے۔ دوسرے حضرت اقدس کے گرامی اوقات میں بڑا ہرج ہوتا ہے۔ لہٰذا

آیندہ کے لئے ہمیشہ اسی امر کو ملحوظ رکھا جاوے کہ ہر ایک قسم کی خط و کتابت متعلق اخبار ہمارے نام ہو اور زر چندہ اخبار کے لئے ہماری ہی دستخطی رسید مصدقہ ہوگی

خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر
اخبار الحکم قادیان دارالامان

رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۹ء

اس میں شک نہیں کہ رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۹ء کے انطباع اور اشاعت میں امید سے زیادہ توقف ہو گیا ہے مگر چونکہ رپورٹ مذکور میں معمولی اور عام باتیں نہیں جو دیگر معمولی جلسوں کی رپورٹوں میں ہوتی ہیں۔ بلکہ جیسا کہ یہ جلسہ اپنی نوعیت میں ایک بےنظیر اور افضل ترین جلسہ ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ رپورٹ باوصفیکہ پورے ایک سال کے وقفہ سے شایع ہوتی ہے مگر ابھی تک بھی وہ گل لالہ کی طرح مشام روح کو معطر کر رہی ہے۔ اور آیندہ کرتی رہیگی۔ اسلئے کہ اسمیں حضرت اقدس اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی۔ اور حضرت مولوی نورالدین صاحب بھیروی کی وہ تقریریں درج ہیں جو لطایف اور حقایق قرآنی کا بےنظیر گلدستہ ہیں۔ علاوہ ازیں اس سے پیشتر کبھی اس طرح مسند پر سالانہ رپورٹ کے مرتب کرنے کا انتظام نہیں کیا گیا تھا۔ اسلئے بھی بہت سی دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر باایں ہمہ مشکلات ہم نہایت خوشی سے ظاہر کرتے ہیں کہ اس جلسہ سالانہ پر آنیوالوں کے لئے یہ سالانہ تحفہ ایک بےنظیر تحفہ ہوگا۔ جو عنقریب ایک ہفتہ تک بالکل کمل طیار ہو جائیگا۔ اس رپورٹ کے کمل کرنے کی جرات ہم کو ہمارے مخدوم مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے دلائی تھی۔ اور صرف جرات ہی نہیں بلکہ عملی طور پر بھی اُنہوں نے ہر طرح سے اسکی اشاعت وصحت میں مدد دی جزاھم اللہ احسن الجزاء

ہم مندرجہ ذیل احباب کی امداد کے بھی شکرگذار ہیں جنہوں نے اسکی اسقدر جلدیں خرید فرمانے کا وعدہ کیا جو اُن کے اسمائے گرامی کے محاذیں درج ہیں۔ ہم کو امید ہے کہ دوسرے احباب بھی اس کار خیر میں حصہ لیکر ہماری حوصلہ افزائی کرینگے۔ اور عنداللہ ماجور ہونگے۔ اور ہمارے بعض معاونین جیسا کہ اُنہوں نے وعدہ فرمایا ہے۔ دری امداد سے ہم کو شکرگذاری کا موقع دینگے۔ اُن احباب کے لیئے ہم زیادہ شکرگذار ہیں جنہوں نے بطور اعانت پہلے سے کچھ رقم بھیجکر کارخانہ کی اعانت کی۔ اُنکی مرسولہ رقم بھی اُنکے اسمائے گرامی کے سامنے درج ہے۔ رپورٹ کے مضامین کی فہرست بھی ہم معاونین کے نام درج کرنے سے پہلے درج کرتے ہیں۔

فہرست مضامین

(۱) انٹروڈکشن (حضرت اقدس کے مشن کے پچھلے سترہ سالوں پر مفصل ریویو جسمیں آپ کی بےنظیر کامیابیوں نے نئی طرز پر آپ کی صداقت کا ثبوت دیا ہے۔ اور ۱۸۹۹ء میں مشن کی مفصل رپورٹ)

(۲) حضرت اقدس کی پہلی اور دوسری تقریر۔

(۳) عالیجناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی پہلی تقریر۔

(۴) عالیجناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی دوسری تقریر

(۵) حضرت اقدس کی تیسری تقریر۔

(۶) عالیجناب مولانا مولوی نورالدین صاحب کی تقریر

(۷) مولوی ابو یوسف مبارک علی صاحب کا فارسی قصیدہ

(۸) مولوی قایم الدین صاحب بی۔ اے سیالکوٹی کا عربی قصیدہ

(۹) فہرست حاضرین جلسہ۔

اسمائے معاونین رپورٹ

(۱) جناب پیرزادہ قمرالدین صاحب افسر مال کوہاٹ - ۵۰ جلد (آٹھہ روپے پیشگی دے چکے ہیں)

(۲) معرفت منشی تاج دین صاحب جماعت لاہور - - - - ۱۰۰ جلد

(۳) عالیجناب مرزا خدابخش صاحب تحصیلدار مالیرکوٹلہ - - - - ۱۰۰ جلد

(۴) عالیجناب منشی نواب خاں صاحب تحصیلدار جہلم - - - - ۵۰ جلد (پانچ روپے پیشگی دے چکے ہیں)

(۵) جماعت سیالکوٹ - - - - - - - - ۵۰ جلد

(۶) جماعت کپورتھلہ - - - - - - - - ۲۵ جلد

(۷) عالیجناب ماسٹر قادر بخش صاحب ٹیچر مشن سکول لودہیانہ - - - ۵ جلد

(۸) عالیجناب خلیفہ نورالدین صاحب تاجر کتب جموں - - - ۱۰ جلد

(۹) عالیجناب چودہری رستم علی خاں صاحب کورٹ انسپکٹر - - - ۱۰۰ روپیہ کی جسقدر جلدیں آویں۔ (دس روپیہ پیشگی دے چکے ہیں)

(۱۰) عالیجناب مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی - - - - - ۵ جلد

(۱۱) عالیجناب منشی نبی بخش صاحب کپار ٹمنٹ شملہ - - - - - ۲۵ جلد

(۱۲) عالیجناب حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار درجہ اول نہر باری دواب۔ امرتسر - - - - - - - - ۵ جلد

(۱۳) عالیجناب مرزا نیاز بیگ صاحب پنشنر ضلعدار رئیس کلانور - - - چند جلد

رپورٹ ہذا ۲۲ دسمبر ۱۹۰۰ء تک انشاءاللہ بالکل تیار ہو جاویگی۔ اور جلسہ میں معاونین کو دیجاویگی۔ جو صاحب چاہیں کہ جلسہ سے پہلے اُن کے نام طیار ہوتے ہی روانہ کر دیجاوے تو وہ اطلاع دیدیں۔ قیمت رپورٹ کی متعلق ہم اگلے اشیو میں فیصلہ کر دینگے۔

الحکم کی نسبت قومی آواز

اور

ناظرین سے چند باتیں

الحکم کی ضرورت کو تو عام طور پر محسوس کیا گیا ہے۔ اسکے ساتھ ہی اسکے مضامین اور اُسکی خدمات کا اعتراف بھی ہمارے بالغ خرد ناظرین نے جس مسرت اور فراخدلی سے کیا ہے۔ وہ گو ہمارے لئے ایک سرمایہ ناز ہے مگر ہم جانتے ہیں کہ الحکم میں ابھی کسقدر اصلاحوں اور ضرورتوں کے رفع کرنے کی ضرورت ہے۔ اسکی ترتیب کے متعلق جو ہمارے خیالات ہیں وہ ہم بعض وجوہات پورا نہیں کر سکتے جنکے اظہار کے لئے ہم کسی مناسب موقع کے منتظر ہیں۔ جسقدر خطوط الحکم کے متعلق ناظرین کی شکرگذاری سے لبریز موصول ہوئے ہیں وہ محض اُنکی حسن ظنی ہے اور قدردانی۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔

ہم نے کچھہ عرصہ پیشتر الحکم کی توسیع اشاعت اور بعض دیگر ضروری باتوں کی طرف توجہ دلائی تھی۔ مگر چند ہی روز کی توجہ کے بعد اُن پر عدم توجہی کی شکایت ہمکو ناظرین سے کرنی پڑتی ہے۔ لیکن ہم اسمیں اپنا ہی قصور سمجھ لیتے ہیں کہ شاید ابھی الحکم کی وہ حالت نہیں کہ وہ اپنی ضروریات اور ضرورت کی طرف ناظرین کو خود بخود متوجہ کر سکے۔ اسلئے ہم نے پھر تحریک نہیں کی۔ مگر بعض قدردانوں کے خطوط ہم کو مجبور کرتے ہیں کہ ہم پھر توجہ دلائیں۔ اسلئے ہم سردست کچھہ بھی کہنا نہیں چاہتے۔ اور کسی مناسب موقعہ پر جبکہ سب احباب جمع ہوں۔ اس سوال کو اُٹھائینگے۔ فی الحال ہم اپنے کرمفرما کے خط کا ایک حصہ بغرض ملاحظہ ناظرین چھاپ دیتے ہیں۔ ناظرین اسپر توجہ فرمادیں۔ اور اپنی اپنی رائے سے مطلع فرمادیں وھوھذا

السلام علیکم! الحکم کوئی ایسا معمولی پرچہ نہیں ہے اور نہ اسکا مقصد سوداگری یا دوکانداری بھی عام اخباروں کی طرح نہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ ایسے کمزور اور پتلے کاغذ پر شایع ہوتا ہے .... میری رائے میں آپ اس پرچہ کو اعلے درجہ کے کاغذ پر شایع کرنے کا احسن انتظام کریں۔ اور خوشخط کاتب پیدا کر کے عمدہ جلی قلم سے لکھائی کرنیکا بندوبست بھی ضروری ہے ماسوا اسکے جیسا کہ یہ پرچہ اپنی رنگت میں یگانہ ہے ویسا ہی یہ اپنی وضع قطع اور انتظام میں بھی یگانگی اختیار کرے ....

یہ گوہر بےبہا ایسی گدڑیوں میں دیکھکر مجھے حسرت آتی ہے۔ اس پرچہ کی بنیاد ایسی ہونی چاہیئے کہ ہم لوگ اسکو مجلد کرا کر اپنی آیندہ نسلوں کے واسطے تحفہ چھوڑ سکیں۔ اب بھی یہہ مجلد ہو سکتا ہے مگر وہ شان وشوکت نہیں۔ تین روپے کے عوض آپ چھہ روپے قیمت کر سکتے ہیں۔ مگر کاغذ اور چھپائی اعلے درجہ کی ہو۔ اگر الحکم کے خریداروں کی طرف سے ڈبل قیمت دینے میں آپکو کسیطرح کا خیال ناامیدی ہے تو مجھے بڑا ہی افسوس ہے کہ ہمارے دوستوں نے اسکی قدر نہیں کی اور وہ اس پرچہ کا منشا ہی نہیں سمجھے۔ اچھا آپ پرچہ میں چھاپ کر معلوم تو کریں کہ اس قسم کے خریدار کسقدر ہیں۔ اور اُن میں سب سے اول میں ہوں ...... الخ

شیخ عطاء محمد سب اوورسیر چھاونی میانمیر

ایڈیٹر ۔ ہمارے مخدوم شیخ صاحب کو الحکم سے جسقدر محبت ہے اُسکا اندازہ آپکی خط ہی سے نہیں بلکہ اُس عملی حالت سے لگتا ہے جو آپنے الحکم کی امداد میں ظاہر کی ۔ یعنے دو خریدار اپنی جیب خاص سے پیشگی قیمت مرحمت فرما کر دیئے ۔ اور ٹریکٹ سیرنزکی ۵۰ کاپیاں خرید کرنے کا ارشاد فرمایا ۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء ۔

ہم شیخ صاحب کی مناسب اور ضروری تجاویز کی دل سے قدر کرتے ہیں ۔ اور چاہتے ہیں کہ الحکم ایسا ہی ہو ۔ جیسا کہ اُسکا نام لوازم ہے ۔ ہمارے بعض احباب نے اور خود ہم نے الحکم کے متعلق بیشتر خوابیں دیکھی ہیں ۔ ان پاک تحریکوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وقت قریب ہی ہے کہ الحکم ایک اعلیٰ درجہ کی شان سے اشاعت پذیر ہو ۔ ہم اپنے قدردان ناظرین سے نا امید نہیں ۔ اُن کو الحکم سے جسقدر محبت ہے اُسکے اظہار کے لیئے دیکھو وہ کثیر التعداد خطوط موجود ہیں جو ہر روز چلے آتے ہیں ۔ اور اگر ہم کو خودستائی کا خیال نہوتا تو اُن سب کو الحکم کی نسبت قومی آواز کے عنوان سے چھاپ دیتے ۔ اگر شیخ صاحب کی مندرجہ تجویز پر ہمارے احباب عمل کرینگے اور امید ہے کہ ضرور کرینگے ۔ تو ہم شروع جنوری ۱۸۹۹ء سے انشاءاللہ الحکم کو ایک نئی شان میں اشاعت دے سکینگے بہر لحاظ ہم اپنے قدردانوں کی رائیوں کے منتظر ہیں ۔ ہم نے ارادہ کیا ہے کہ انشاءاللہ العزیز ۲۲ دسمبر ۱۸۹۸ء کا نمبر اُس نمونہ پر شائع کریں جو اس تجویز پر عمل ہونے کی صورت میں جنوری ۱۸۹۹ء سے ہم نکالنا چاہتے ہیں ۔ اسلیئے ۲۲ دسمبر ۱۸۹۸ء کا پرچہ بفضلہ تعالیٰ قابل دید ہوگا ۔

یوگنڈا ریلوے کے پلیٹ لے انگ اور سرفیسنگ ڈویزن میں اہل اسلام سب آرڈینیس کا اتفاق

نمبر دوم

دوستو اب سحر ایام ہجر آ وینگے
وصل کی گھات ہمیں آپ ہی بتلا دینگے

پہلا کام جو اُن صاحب نے اپنے ڈویزن میں کیا ۔ یہہ ہے کہ جب اُنہوں نے بعض سب آرڈینیٹ کو باوجود اہل اسلام ہونے کے ایک سخت درجہ نفاق اور بغض اور حسد اور کینہ ۔ اور ایک دوسرے کو ذلیل اور حقیر کرنیکی خواہش میں مبتلا پایا ۔ اور دیکھا کہ بعض اُنکے اس امر میں خوش ہیں کہ اپنی قوم کے ممبروں کو دست و پا بزنجیر دیکھیں ۔ تو اُن کو قوم کی اس حالت پر سخت افسوس ہوا ۔ اور اُنہوں نے اپنی محنتوں اور کوششوں نے اُن تمام کانٹوں کو کاٹا جو اتفاق کے راستہ اختیار کرنے میں پڑے ہوئے تھے ۔ اور با اختیار صاحبوں کو تلایا کہ اُن اختیارات پر پھولنا نہ چاہیئے ۔ تکبر کا سر نیچا ہوتا ہے ۔ اور اُن کے بیانات اور اخلاق سے ایک قسم کی قومی ہمدردی کی روح اس ڈویزن میں پہونچ گئی ۔ چنانچہ وہی اہل اسلام جو کہ آپس میں سخت دشمن تھے ۔ اب دوست اور بھائی ہیں ۔ اور ایک دوسرے کی ترقی اختیارات وعزت ومال کے خواہاں ہیں ۔ ہمیں یہہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یہہ صاحب اکثر سب آرڈینیٹوں کو شہر ممباسہ جانے سے روکتے ہیں ۔ اس خیال پر کہ وہاں جاکر اکثر لوگ بعض ایسے امور کے مرتکب ہو جاتے ہیں جو اُن کے جسمانی و مالی نقصان کا موجب ہوتے ہیں ۔

تو یہہ وہ اتفاق ہے جو اس ڈویزن کے اہل اسلام کو ایک نعمت الٰہی کے رنگ میں حاصل ہوا ۔ اور جس ذریعے سے یہہ حاصل ہوا اُسکی قدرشناسی کے لیئے ہمنے چاہا کہ یہہ مضمون لکھیں تا ہمارے قومی بھائی اس نعمت کا شکر ہر رنگ میں ظاہر کریں ۔ اور یہی وہ دستگیری ہے کہ ایک بڑی نازک حالت میں ہمارے اہل وطنوں کے ساتھہ کی گئی ۔ ورنہ قریب تھا کہ گذشتہ واقعات کی طرح بعض شخص ذلیل کیئے جاتے اور اُن کی عزت اور مال کو نقصان پہنچتا ۔ اور یہی وہ سلسلہ جسمانیات کا ہے کہ جسکو عبرۃ کی نظر سے دیکھکر ہمارے قومی بھائیوں کو اللہ تعالیٰ کے لاتبدیل قانون کی طرف غور کرنی چاہیئے ۔ اور دیکھنا چاہیئے کہ اگرچہ ہم تعلیم یافتہ تھے اتفاق کے مضامین نظر سے گذرے ہوئے تھے ۔ بلکہ اسکے لیکچر بھی مدرسوں میں دیئے تھے ۔ مگر باوجود علم ہونے کے عملی حالت میں ہم اُسکی کوئی شکل پیدا نہیں کر سکتے تھے ۔ اور وہ راہیں ہم پر نہیں کھلیں جن سے ہم اس منزل تک پہنچ سکتے ۔ بلکہ ہماری کوششوں نے ہمیں راہ سے بےراہ ڈالدیا اور ہم اتفاق کی جنت کی طرف جاتے جاتے راستہ بھول کر نفاق کے دوزخ کے کنارہ پر پہنچگئے ۔ اور قریب تھا کہ اُسمیں گر کر جل جاتے ۔ مگر ہماری دستگیری کی گئی ۔ اور ہمارا ہاتھہ پکڑ کر نکالا گیا ۔ پھر ہمارے قومی بھائی یہہ دیکھیں کہ جن لوگوں نے انمیں سے اپنے خداداد علم اور عقل سے کام لے کر اپنے ارادوں کو بدلا اور محنت میں لگ گئے اُنہوں نے اُسکا پھل کھالیا ۔ اور جنہوں نے انکار کیا ۔ اور ارادوں کو نہ بدلا جو اُن کے نفس میں بیٹھگیا اُسی کے مقلد بنے رہے وہ ابھی تک حسد کے دوزخ کی آگ میں جل رہے ہیں اور اپنی بعض کرتوتوں کی زنجیروں میں ایسے جکڑے ہیں کہ باوجود بار بار بلانے کے ہرگز اُن کی طرف نظر نہیں کرتے چونکہ اس محکمہ میں ہمارے بعض احباب ایسے بھی ہیں جو ہمارے مکتب میں ہم جماعت رہ چکے ہیں ۔ اور بعض ہمارے اہل وطن ہیں جو شہر لاہور کے رہنے والے ہیں ۔ اور بعض وہ ہیں کہ اُن کے اقارب ہمارے پیر و مرشد ملہم زماں غلام احمد قادیانی کے ساتھہ تعلق بیعت رکھتے ہیں ۔ اسلیئے ایک بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی کے خیال نے ہمیں مجبور کیا کہ اپنے قومی بھائیوں کو اُن انعام آلٰہی سے خبر دیجائے جو اس زمانہ میں نازل ہو رہے ہیں ۔ اور اُن کی فلسفی سمجھانے کے لیئے اللہ تعالیٰ کی صفت ربانیت مختلف طور سے اُن کے ہر حال وقال و معاملات میں عجیب عجیب تغیر پیدا کر رہی ہے ۔ اور زمانہ اپنے سرد و گرم چکھا کر زبان حال سے اُنہیں اللہ تعالیٰ کا لاتبدیل قانون انسان کی نجات کے لیئے بیان کر رہا ہے ۔ یہہ دستگیری جو ہم قوت اس محکمہ میں اہل اسلام کی کی گئی کیا وہ اُن کو یہہ سبق نہیں دیتی کہ اللہ تعالیٰ ہر زمانہ میں بنی نوع انسان کی نازک حالت دیکھکر اُن کی دستگیری کرتا ہے ۔ اور جیسے کہ ایک قومی اتفاق نہونے سے قوم کی حالت بگڑ جاتی ہے ۔ اور سختی اور تباہی کا مقابلہ آپڑتا ہے ۔ اور جگہہ خالی پاکر ہر ایک مخالف حملہ کی کوشش کرتا ہے اسیطرح جب انسان شرارت اور ظلم اور فساد کا کام کرتا ہے تو اُسکے روحانی قوے منتشر ہو جاتے ہیں ۔ اور بے ایمانی اور دغابازی بخش وغیرہ جگہہ خالی پاکر اُسکے دل میں گھر کرتے جاتے ہیں جیسے خدا کا یہی قانون ہے کہ انسان کو اُسنے ترتیب دنیا کے لیئے معلم اُستاد اور کاریگر بنائے ۔ جو اُن کو اُن کے جسم کی حفاظت کے طریقے بتاتے ہیں ۔ فاقہ اور بھوک کے عذاب سے بچنے کے لیئے ہنر سکھلانے میں تعلیم دیتے ہیں ۔ دنیا میں ترقی کرنے کے ذریعے بتلاتے ہیں ۔ اسیطرح اُسنے روح کو صفات رذیلہ سے بچانے اور صفات محمودہ سے متصف ہونیکے لیئے ۔ اخلاق اعلیٰ کے حصول کے لیئے ہر ایک قسم کے رنج و فکر سے نجات دیکر امن اور آرام کی زندگی بسر کرنے کے لیئے ایک سلسلہ روحانی معلموں کا بھی رکھا ہے جو رُوح کو ہر ایک صفت رذیل سے پاک کر کے اس قابل بناتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیض پا سکے ۔ اور چونکہ نجات کا امر بہت ہی نازک تھا اسلیئے اُسکا سلسلہ اُسنے عام مخلوقات پر نہیں چھوڑا کہ جیسے دنیا میں کاریگر اور معلم سر پیشہ اور ہنر کے خود بخود ہی پیدا ہوتے رہتے ہیں ۔ بلکہ اس سلسلہ نجات کا وہ خود ضامن ہوا ۔ اور جس کتاب کی اتباع پر نجات منحصر تھی اُسکی حفاظت اپنے ذمہ لی اور کہا انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون ۔ اور اپنے فیض خاص سے خود تعلیم دیکر وہ ہمیشہ اپنی طرف سے ایسے معلم ہر زمانہ میں بھیجتا رہا ہے جو ہم کو نجات کا طریق اور اُسکے حصول کا رنگ ڈھنگ بتلاتے رہتے ہیں ۔

کوئی زمانہ اور صدی ایسی عالی معلموں سے خالی نہیں رہا۔ اور نہ یہہ چودھویں صدی خالی ہے۔

غرضکہ ابو شاہ محمد صاحب کی تشریف آوری ہمی مسلمانان سرفینگ ڈویزن کے لئے ایک بڑی برکت اور عمدہ سبق دینے والی چیز ہے۔ بشرطیکہ دیکھنے کے لئے آنکھیں اور سننے کے لئے کان اور سمجھنے کے لئے دماغ اور قبول کرنے کے لئے دل ہو۔ اور ہمیں کامل امید ہے کہ اس محکمہ کے مسلمان سب آرڈی نیٹ اس برکت سے فائدہ اٹھا کر ضرور آپکی قدردانی کرینگے۔ اور اگرچہ یہہ اتفاق بھی ایک قابل فخر ہے جس کے شایع کر دینے کی ضرورت ہمیں محسوس ہوئی ہے۔ مگر ساتھہ ہی ہم اسبات کو کھول دینے سے باز نہیں رہ سکتے کہ ان صاحبوں کو اپنی ترقیات کی حد یہیں تک جان کر اور صرف اس وہمی سیل جول اور آؤ بھگت کو ہی فخر اسلام سمجھکر نہیں بس کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ ایسے اتفاق ہم دیکھتے ہیں کہ بعض دوسری قوموں میں بھی موجود ہیں۔ بلکہ اسکی نظیریں اس سے بھی بڑھ کر ہیں۔ اور محض ترقی جاہ و منزلت کبھی کسی دانشمند کی نظر میں قابل عزت نہیں ہوا کرتی۔ جب تک اس کا ٹھیک ٹھیک استعمال نہیں ہوتا۔ اگر صرف حصول دنیا کے لئے آپس میں ایسے ہی مل بیٹھنا جیسے کہ مردار پر بہت سارے گدھ جمع ہو جایا کرتے ہیں کسی مذہب یا قوم کا فخر ہوتا ہو تو پھر آجکل اس میں عیسائی اور یہودی کچھہ کم نہیں ہیں۔ مگر ہمارے مخاطب احباب میں سے کوئی بھی ایسے نہیں ہیں جو ان کی دولتمندی کی وجہہ سے یا اون کی خشک قومی ہمدردی کے خیال سے ان کے باطل اصولوں کو سچے تسلیم کر لیتے ہوں۔ اور جبکہ تمہیں وہ خود نہیں تسلیم کرتے تو اس امر کو ہم کو زیادہ واضح کر کے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جبکو ادنیٰ سی عقل ہو وہ بھی جان سکتا ہے کہ جب میری اپنی رائے میں ہی دوسری اقوام غیر از اسلام صرف دولتمندی اور جاہ کی لحاظ سے اپنے مذہب پر فخر کرنیکی مستحق نہیں ہیں۔ جب تک کہ اپنے مذہب کی تعلیم کو وہ راستی اور پاکیزگی پر مبنی علمی اور عملی حالت میں نہ ثابت کریں۔

تو ایسا نادان وہ کب ہوگا کہ اپنی ہمت اور طاقت کو صرف حصول دنیا اور عز و جاہ میں رات دن صرف کر دینا ہی فخر اسلام جانتا ہو۔ دنیا کی تاریخ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف زمانوں میں مختلف حکمران سرحدات میں گذرے۔ کسی نے ظلم سے اپنی سلطنت بڑہائی۔ اور کسی نے خلق اللہ کی حقیقی خدمتگذاری سے۔ اور اسلام ایسا مذہب نہیں ہے کہ جو حکمرانی کے صراط مستقیم دکھلانے میں پیچھے رہگیا ہو۔ اور اگرچہ مثل بعض دوسری سلطنتوں کے اہل اسلام کو بھی ایک بڑی وسعت حکمرانی کی نصیب ہوئی۔ مگر اس پہلو میں جو نمونہ قابل فخر اہل اسلام کے خلفائے راشدین نے دکھلایا۔ اسکی نظیریں دوسری قوموں میں کم ملینگی۔ مثلاً خلیفۃ المسلمین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا باوجود بادشاہ ہونے کے پھر اپنا گذارہ اینٹیں تھاپ کر کرنا اور ...... ([illegible])

مرزا صاحب کے اعلان مورخہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء

ایک پرغور نظر (قابل توجہ گورنمنٹ عالیہ)

گذشتہ اشاعت الحکم میں ہم جناب مرزا غلام احمد صاحب چیف آف قادیان کے اس گرانقدر اعلان کو جو ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو جناب ممدوح کی طرف سے شایع کیا گیا ہے درج کر چکے ہیں۔ اور ہم ہم کو کسی قسم کے ریمارک کرنیکی ضرورت نہ تھی کیونکہ اعلان مذکور کی اشاعت کی غرض اون آئے دن کے جھگڑوں کا انفصال ہے جو عام لوگوں کی نظر میں ایک طرف مذہبی حیثیت سے اور گورنمنٹ کے سامنے پولیٹیکل حیثیت سے دکھائی جاتی ہیں اور جس پیرایہ میں کوشش کی جاتی رہی ہے کہ عوام اور گورنمنٹ کی نظر میں ایک ایسے شخص کی نسبت برے خیال پیدا کرنیکا موقع دیا جاوے جو اپنی بے لوث زندگی میں ایک پہلو سے ایک وفادار اور فرمانبردار گورنمنٹ عالیہ کے معتمد اور معزز خاندان کا چیف ممبر ہونیکی حیثیت میں دوسرے پہلو سے ممتاز ہے۔ اعلان مذکور کی اشاعت میں یہ امر بھی ملحوظ رکھا گیا ہے کہ اس خوفناک ٹریچر کو بند کیا جاوے جس پر بارہا ہم کو بذریعہ اخبار اور اکثر معززین کو بذریعہ میموریل خاص گورنمنٹ عالیہ کو توجہ دلانی پڑی ہے چنانچہ جعفر زٹلی لاہوری کے اشتہارات اور ضمیمہ اور اشاعۃ السنہ کے رسالے جن لوگوں نے دیکھے ہیں وہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ان میں طرز بیان کس قسم کا ہے۔ ہم پبلک سے نہیں گورنمنٹ ہی کے حضور عرض کرتے ہیں کہ اسکی نظر سے بھی وہ رسایل اور اشتہارات گذرے ہونگے جو مندرجہ بالا اشخاص کی طرف سے شایع ہوتے ہیں جس کے نمونہ از خروارے وہ اشتہار بھی شاہد ہے جو مرزا صاحب کے اس اعلان مورخہ ۲۱ نومبر کے ہمراہ شایع کیا گیا۔

چونکہ اکثر اخبارات اور اشتہارات میں اون لوگوں نے خصوصاً محمد حسین بٹالوی نے اپنی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے ایک وقت میں ایک ذمہ دار افسر یعنی کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر سابق ڈپٹی کمشنر ضلع امرتسر کی رائے درج کی ہے اور اس خیال سے کہ جو محمد حسین کو مرزا صاحب سے ہے یہ کہ

I consider sufficient
evidence has been ......
regarding the hostility of the
witness to the Mirza etc.

تو میں سمجھتا ہوں کہ اس امر کی کافی شہادت لکھی جا چکی ہے کہ گواہ کو مرزا صاحب سے عداوت ہے۔ اکثر مضامین ایسی طرز پر شایع کئے جاتے ہیں جس سے گورنمنٹ عالیہ کو دکھایا جاوے کہ گویا کوئی امر خطیر در پیش ہے لہذا ہم نے مناسب سمجھا کہ اس اشتہار پر چند ریمارک کریں۔

اولاً۔ اشتہار مذکور کی اشاعت بجز مندرجہ بالا غرض کے اور کوئی غرض مقصود نہیں بلکہ جب سے مرزا صاحب نے مذہبی مناظرات کے متعلق عام امن اور صلحکاری کے پھیلانے کیلئے مناسب تجاویز بغرض منظوری گورنمنٹ عالیہ بذریعہ ایک خاص میموریل پیش کی ہیں جو ہمارے ان کالموں میں بھی شایع ہو چکا ہے اور گورنمنٹ کے ہر ممبر کو معلوم ہے۔

ثانیاً۔ مرزا صاحب ممدوح نے خاص طور پر کسی شخص کے متعلق یہ اعلان نہیں دیا جس سے سمجھا جاوے کہ کسی دل آزاری کے خیال سے شایع کیا گیا ہے۔ بلکہ اس میں عام طور پر مرزا صاحب نے یہ دعا کی ہے کہ اے میرے ذوالجلال پروردگار اگر میں تیری نظر میں ایسا ہی ذلیل اور جھوٹا اور مفتری ہوں جیسا کہ محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں بار بار مجھکو کذاب اور دجال اور مفتری کے لفظ سے یاد کیا ہے اور جیسا کہ اس نے اور محمد بخش جعفر زٹلی اور ابو الحسن تبتی نے اس اشتہار میں جو ۱۰ نومبر ۱۸۹۸ء کو چھپا ہے میرے ذلیل کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تو میرے مولیٰ اگر میں تیری نظر میں ایسا ہی ذلیل ہوں تو مجھ پر تیرہ ماہ کے اندر یعنی ۱۵ دسمبر ۱۸۹۸ء سے پندرہ جنوری ۱۹۰۰ء تک ذلت کی مار وارد کر اور ان لوگوں کی عزت اور وجاہت ظاہر کر اور اس روز کے جھگڑے کو فیصل فرما۔ لیکن اگر اے میرے آقا میرے مولیٰ میرے منعم میری ان نعمتوں کے دینے والے جو تو جانتا ہے اور میں جانتا ہوں تیری جناب میں میری کچھ عزت ہے تو میں عاجزی سے دعا کرتا ہوں کہ ان تیرہ مہینوں میں جو ۱۵ دسمبر ۱۸۹۸ء سے ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء تک شمار کئے جائیں شیخ محمد حسین اور جعفر زٹلی اور تبتی مذکور کو جنہوں نے میرے ذلیل کرنیکے لئے یہ اشتہار لکھا ہے ذلت کی مار سے دنیا میں رسوا کر ...... اگر یہ لوگ تیری نظر میں سچے اور متقی اور پرہیزگار ہیں اور میں کذاب اور مفتری ہوں تو مجھے ان تیرہ مہینوں میں ذلت کی مار سے تباہ کر اور اگر تیری جناب میں مجھے وجاہت اور عزت ہے تو میرے لئے یہ نشان ظاہر فرما کہ ان تینوں کو ذلیل اور رسوا کر اور ضربت علیہم الذلۃ کا مصداق کر۔ آمین ثم آمین۔ اب اس میں ہر دو فریق کیلئے دعا ہے اور یہی ذلت کی ہو یا عزت کی خدا پر چھوڑی گئی ہے۔ نہ مرزا صاحب نے اپنی آپ کو باہر رکھا ہے۔ اور ذلت کو دو نو فریق خدائی فیصلے کے نیچے ہیں جیسا کہ مرزا صاحب نے اسی اشتہار کے صفحہ ۳ کی چوتھی پانچویں چھٹی سطر میں صراحت کر دی ہے۔

رابعاً۔ اون الہامات میں جو جناب مرزا صاحب کو اپنی اس دعا کے بعد ہوئے ذلت اور خواری کا ذکر ہے اور مرزا صاحب کی دعا میں دنیا میں رسوا کرنے کی جو خاص طور پر طلب ہے بلکہ جزاء سیئۃ بمثلہا و ترہقہم ذلۃ کے الہام اس امر کی اور بھی صراحت کرتے ہیں کہ وہ جناب مرزا صاحب کے مقابلہ میں جس قسم کی بدیاں اور شرارتیں سوچتے ہیں اسی رنگ میں وہ ذلیل ہونگے۔ کیا محمد حسین یا جعفر زٹلی وغیرہ ہم کو بتلا سکتے ہیں اور اعلان کر سکتے ہیں کہ وہ مرزا صاحب کے قتل کے درپے ہیں؟ ہم جانتے ہیں کہ وہ کبھی ایسا نہیں کہہ سکتے پھر وہ کیوں سیئۃ بمثلہا پر غور نہیں کرتے۔

خامساً و آخراً۔ ہم گورنمنٹ عالیہ کی توجہ خاص طور پر اس طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں ...

* ...... گورنمنٹ کو اوپر بحیثیت ...... عہدہ دار اور ملازم ہونے کے ہے اس امر کی خاص طور پر سفارش کرتے ہیں کہ گورنمنٹ عالیہ ہمارے اون حقوق کی خود نگہداشت کرے جنپر کار کی مخالف حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور اپنی عداوتوں کو گورنمنٹ کو بے معنی جھیلیوں میں ...... دانشمندی سمجھتے ہیں۔ اگر مناسب ہوا تو آئندہ اس مضمون پر اور کچھ لکھیں گے۔ (ایڈیٹر)

بس تماشے میں آج لعل گہر ، نہ ہے کوئی لاولد مضطر ، اغنی ہے ہوئیں ہر بشر کر لیں پر لعل و در یتیم

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین امرتسر

اظہار بشارت :- ناظرین ذی وقار طرز اشتہار : اسناد بشارت سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ لوگ گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں حسب شفاخانہ عام ایسے کام ہر مرد میدان بن کر آئیں بشرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ سمجھیں۔

معیار صداقت :- بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا لیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے۔ جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے وہ محکمہ مجاز ہے۔ اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو۔ صحت کے طالبو! اولاد کے آرزومندو! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو۔ فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارکباد ہے۔

اس خادم الاطبا کو ۴۰ سالہ طبیہ تجربات اور اقرار کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ لگے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر ع خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے بہ فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ تو وہی ہونگی۔ مگر نمبر اول۔ کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ ہے۔ اور (۲) تونگر بہ عہد دار خرچ دو چند سے دوائیں لیجائیں اور دلی مراد پائیں (۳) بشرطیہ پیشگی آمدنی کی گواہ علاوہ خرچ دوا دیکر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لیجائے۔ (۴) بشرطیہ بالبعد خرچ دوا دیکر اقرار نامہ آمدنی در ماہ لکھدے۔ بشرطیکہ پیدائش نرینہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے (۵) بند لفافہ شدہ معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھ دیں۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو تو بھلکہ شرطیہ لکھائیں۔ صداقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ۔ جرمانہ حسب قرارداد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرادی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھادی۔ اگر علاج میں شک ہو تحقیق کرلو۔ مراد پالینے پر دنیا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے۔ گھر نہیں ہے برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گمنام وہ پیڑ ہے کہ جس کا پھل نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص للطبی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے جن ہزاروں نے زندگی دوبارہ پائی اور جن کی دلی مراد بر آئی۔ ان کی تحریریں ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا و پرہیز ٹکٹ لفافہ ذریعہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنیٰ ہیں۔

نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت
۱	جس کے اولاد نہ ہو۔	[illegible]	۱۰	قولنج [illegible]۔	[illegible]	۱۹	لقوہ۔	[illegible]	۲۸	نل ترنا۔	[illegible]
۲	جس کی اولاد چھوٹی مرجاوے	[illegible]	۱۱	سوزاک۔	[illegible]	۲۰	بھگندر۔	[illegible]	۲۹	طول و عرض و سختی و دلید۔	[illegible]
۳	جس کے لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہو۔	[illegible]	۱۲	سرعت۔	[illegible]	۲۱	ناسور۔	[illegible]	۳۰	خضاب سالانہ۔	[illegible]
۴	جس کا حمل ۔۔ ماہ گرجاوے۔	[illegible]	۱۳	جریان۔	[illegible]	۲۲	بواسیر خونی و بادی۔	[illegible]	۳۱	نزلہ و زکام۔	[illegible]
۵	گردہ کی۔	[illegible]	۱۴	غلط کاری۔	[illegible]	۲۳	ادھرنگ۔	[illegible]	۳۲	تسہیل ولادت۔	[illegible]
۶	مرگی۔	[illegible]	۱۵	گٹھیا۔	[illegible]	۲۴	ضیق النفس۔	[illegible]	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب۔	[illegible]
۷	تپ دق۔	[illegible]	۱۶	سفیدی آنکھ۔	[illegible]	۲۵	لیپسہ۔	[illegible]	۳۴	بخار تجیہ چوتھیا معمولی۔	[illegible]
۸	ضعف باہ۔	[illegible]	۱۷	ضعف بصر۔	[illegible]	۲۶	آتشک۔	[illegible]	۳۵	ضعف ہضم۔	[illegible]
۹	ضعف جگر۔	[illegible]	۱۸	سبل۔	[illegible]	۲۷	آتشک کل بدن۔	[illegible]	۳۶	سر درد۔	[illegible]

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کوموں

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ میڈیکل ایگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معتبر انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی مقبولیت فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے - اور عینک کی ہی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بڈھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اسلئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ للعہ - خالص ممیرہ فی ماشہ ۸ روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ للعہ خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ دو دیں اعلیٰ و خالص ممیرے کے سرمہ کی تہمار دل سے کہنا چاہئے المشتہر پروفیسر میاں سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان کو پڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرہ کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش ہر قسم حکہ عمو [illegible] آنکھ آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے - اس ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے یہ بالکل ایسی مفید دوا گھر پر پاس رکھنا چاہئے - اسلئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ ذکر شدہ امراض کے لئے ممیرہ کا سرمہ ضروری مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی ایم سانگلے صاحب بہادر ایم بی ایم ایس پاس یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلستان) امرت سر -

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کی فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میاں سنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک مریضہ علاج مسماۃ ام [illegible] بعمر ۲۰ سال بخانہ ... پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خارش خرد و دانے نکلے ہوئے اور بڑے بال پڑے ہوئے تھے - آنکھیں بہت سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں آنکھوں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سفید رنگ کا ہی ہیں پڑ سکتی تھی - اور ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

(۳) جناب میاں سنگھ صاحب تسلیم بعد تعلیم اشتیاق آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس سے جادو کا اثر دکھلایا یعنی ایک دوکاندار کی دو سال کی آنکھ میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا - اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی - اور مریض دعا گو ہے - بندہ بھی بعد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپنے اپنے وعدہ اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے - لہٰذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ ہر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم (ممیرے کا سرمہ) کی استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں - لہٰذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرہ کا سرمہ با قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں راقم ڈاکٹر میاں سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڑھ ڈسپنسری شملہ

(۴) جناب من! میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیمپ وغیرہ نے کیا کچھ فایدہ نہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی بصارت چشم میں ہے - اسکیواسطے سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیج دیں -

دستخط سردار صالح محمد خاں درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خانصاحب مرحوم والی ملک ترکستان +

۸ مارچ ۱۹۰۷ء

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں - ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے الائینس بنک میں ۸ مارچ ۱۹۰۷ء کو جمع کیا گیا ہے -

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائیٹر کیلئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا۔